40

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ

یہ آیت بتاتی ہے کہ دینی نظام سے الگ ہونے والوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ مومنین سے کیا سلوک فرماتا ہے

(فرمودہ 12 اکتوبر 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"ہر نظام اپنے ساتھ اپنے ممبروں کے لیے کچھ سہولتیں رکھتا ہے۔ اگر وہ نظام دینی ہو تو اُس نظام کو چھوڑنے والا اُن تمام سہولتوں سے جو اُس نظام میں دینی ترقی اور اُس کی اشاعت کے لیے رکھی گئی ہوں محروم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اُس نظامِ دینی پر چلنے والے سچے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ باہر سے اور آدمی لے آتا ہے جو پہلوں کے قائم مقام ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ؕ 1 یعنی اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی ایک شخص بھی تمہارے نظامِ دینی سے الگ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے بدلہ میں تمہیں ایک قوم دے گا جو مومنوں کے ساتھ نہایت انکسار کا تعلق رکھنے والی اور کفار کی شرارتوں کا نہایت دلیری سے

مقابلہ کرنے والی ہوگی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ نظامِ دینی سے الگ ہونے والوں کے مقابلہ میں ہمارا کیا سلوک ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل بعض مسلمان علماء نے لفظِ ارتداد کو ایسا بھیانک بنا دیا ہے کہ وہ بالکل ایک نئی چیز بن گیا ہے۔ حالانکہ ارتداد کے صرف یہ معنے ہیں کہ انسان ایک نظام کو چھوڑ کر کسی اَور نظام میں شامل ہو جائے۔ خدا تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں کہا کہ ایسے آدمی کو قتل کر دیا جائے۔ جیسا کہ بعض مسلمان علماء غلطی سے ایسا سمجھتے ہیں بلکہ اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ اگر واقع میں تم مومن ہو تو جو تمہارے نظام کو چھوڑے گا اُس کے متعلق تم کو کچھ کرنے کا حکم نہیں بلکہ اُس کے متعلق ہم ایک ذمہ داری اپنے اوپر لیتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک ایک شخص جو تمہارے نظام کو چھوڑے گا اُس کے بدلہ میں ہم ایک ایک قوم کفار میں سے لا کر تمہارے اندر داخل کر دیں گے جن سے خدا محبت کرے گا اور جو خدا سے محبت کریں گے۔ لیکن مسلمان علماء یہ سمجھتے ہیں کہ نظامِ دینی سے الگ ہونے والے کی گردن کاٹ دینی چاہیے۔ حالانکہ اس کی گردن کاٹ دینے سے اسلام کو کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔ اسلام کو تو اُس وقت فائدہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ کے ماتحت اُس کی جگہ ایک قوم لے آئے اور مسلمانوں کو زیادہ کر دے۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس جگہ بیان فرمائی ہے کہ ہم ایک کام اپنے ذمہ لے لیتے ہیں اور وہ یہ کہ ہم نظام سے بھاگنے والے ایک شخص کی جگہ ایک قوم لے آئیں گے۔

اب دیکھو! قرآن کریم کے بیان اور اِس زمانہ کے علماء کی تفسیر میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ آجکل کے علماء کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نظامِ دینی سے نکل جائے تو اُس کے متعلق خدا تعالیٰ پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا۔ ہم پر یہ فرض عائد ہے کہ ہم اُسے قتل کر دیں۔ حالانکہ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ اگر نظامِ دینی کی طرف منسوب ہونے والے لوگ سچے مومن ہیں اور کوئی شخص ان میں سے واقعی طور پر مرتد ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک نئی قوم مسلمانوں میں داخل کر دیتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ احمدی مرتد ہیں اس لیے واجبُ القتل ہیں۔ لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر وہ واقع میں مرتد ہیں اور غیر احمدی واقع میں

سچے مومن ہیں تو اس قرآنی وعدہ کے مطابق ضروری تھا کہ اگر مسلمانوں میں سے پانچ لاکھ احمدی مرتد ہوئے ہیں تو کم سے کم پچاس لاکھ عیسائی یا ہندو مسلمان ہو کر ان غیر احمدیوں میں مل جاتا۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ احمدی مرتد نہیں اور غیر احمدی سچے مومن نہیں اور یا پھر خداتعالیٰ اپنے وعدے کو پورا نہیں کر سکا۔ اگر دس افراد کی بھی ایک قوم سمجھ لی جائے اور پانچ لاکھ احمدی ان کے خیال میں مرتد ہو گئے تھے تو پچاس لاکھ غیر مذاہب کے لوگ اسلام میں داخل ہو جانے چاہییں تھے۔ اور اگر پانچ لاکھ احمدیوں کی بجائے پچاس لاکھ غیر مذاہب والے اسلام میں داخل ہو جاتے تو مسلمانوں کو کتنا فائدہ ہوتا۔ اِس صورت میں تو انہیں پانچ لاکھ افراد کے احمدی ہو جانے سے ذرہ بھر بھی نقصان نہ ہوتا بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہوتا اور یہی وہ بشارت ہے جو اس آیت میں مسلمانوں کو دی گئی ہے اور ان کے حوصلوں کو بلند کیا گیا ہے۔ پھر قوم کا لفظ وسیع ہے۔ ممکن ہے اس سے سَو سَو افراد کا گروہ مراد ہو اور اگر سَو سَو مراد لیا جائے تو چاہیے تھا کہ پانچ لاکھ احمدیوں کے بدلہ میں قرآنی وعدہ کے مطابق پانچ کروڑ ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جاتے اور ان پانچ کروڑ کا آنا یقیناً مسلمانوں میں سے پانچ لاکھ غریب زمینداروں کے نکل جانے سے بہت بہتر ہوتا۔ بہرحال خداتعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ اگر ایک شخص نظامِ دینی سے الگ ہو جائے تو وہ اُس کے بدلہ میں ایک قوم لایا کرتا ہے۔ اب یہ قوم یا تو ہندوؤں میں سے آتی یا عیسائیوں میں سے آتی دونوں صورتوں میں موجودہ احمدیوں سے بہتر ہوتی کیونکہ یہ دونوں قومیں احمدیوں سے زیادہ مالدار اور طاقتور ہیں۔ اگر خداتعالیٰ ایک ایک احمدی کے بدلہ میں دس دس ہندو بھی اسلام میں لاتا تو پچاس لاکھ ہندو اسلام میں داخل ہو جاتے۔ تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ اس سے مسلمانوں کی کتنی طاقت بڑھ جاتی۔ یا اگر امریکہ اور یورپ سے پچاس لاکھ افراد اسلام میں داخل ہو جاتے تو مسلمانوں کو پانچ لاکھ احمدیوں کا نکلنا جو اُن کے خیال میں مرتد ہو گئے ہیں اتنا بھی بُرا معلوم نہ ہوتا جتنا ایک مچھر کا مر جانا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اور جس طرح لوگ فلٹ 2 سے مچھر مارنے پر خوش ہوتے ہیں اسی طرح دوسرے مسلمان احمدیوں کے نکل جانے پر خوش ہوتے کیونکہ اِدھر ایک احمدی ہوتا اُدھر انہیں تار آ جاتی کہ امریکہ یا یورپ میں دس عیسائی مسلمان ہو گئے ہیں۔ اب یا تو علماء کا احمدیوں کو مرتد کہنا جھوٹ ہے اور

یا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ قرآنی وعدہ پورا نہیں ہو رہا۔ قرآن کریم صاف کہتا ہے کہ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یعنی وہ مسلمانوں سے کھلے طور پر وعدہ فرماتا ہے کہ ہر مرتد ہو جانے والے شخص کے مقابلہ میں ہم ایک قوم تمہارے اندر داخل کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں کون زیادہ سچا ہوسکتا ہے۔ اگر علماء کے کہنے کے مطابق خدا تعالیٰ نے مرتدین کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے تو اس حکم کو پورا کرنے کی توفیق شاہِ افغانستان کے سوا اَور کسی کو نہیں ملی اور پھر خدا تعالیٰ کا وعدہ بھی پورا نہیں ہوا کیونکہ کوئی قوم مسلمانوں میں داخل نہیں ہوئی۔ گویا خدا تعالیٰ نے جو بات مسلمانوں کے ذمہ لگائی تھی اُسے بھی وہ پورا نہ کر سکے اور جو بات خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لگائی تھی وہ بھی اُس نے پوری نہ کی۔ اگر وہ اپنا وعدہ پورا کرتا تو ایک ایک احمدی کے بدلہ میں دس دس آدمی اسلام میں داخل ہوتے کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان دس دس کفار پر بھاری ہوتا ہے۔3 گویا ہمیں کم سے کم دس دس افراد کی قوم ماننی پڑے گی بلکہ اسلامی جنگیں جو عیسائیوں سے ہوئیں اُن میں ایک ایک مسلمان ایک ایک ہزار عیسائیوں پر بھی بھاری ہوتا تھا۔ اِس طرح پانچ لاکھ احمدی نکل جاتے تو پچاس کروڑ غیر مذاہب والے مسلمان ہو جاتے اور اگر اتنی بڑی تعداد غیر مذاہب والوں کی مسلمان ہو جاتی تو مسلمان کے ''پَو بارہ''4 ہو جاتے اور وہ یکدم دُگنے ہو جاتے اور عیسائی ان سے بہت کم ہو جاتے۔ بلکہ پچاس کروڑ سے بھی زیادہ غیر مذاہب والے اسلام میں داخل ہو سکتے تھے۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ بعض دفعہ دو دو ہزار کے اسلامی لشکر نے لاکھ لاکھ دشمنوں کا مقابلہ کیا اور ان پر فتح پائی ہے۔

ایک تاریخی واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رومی لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اور اس کے مقابلہ میں صرف تیس مسلمان تھے اور انہوں نے رومی لشکر کو بھگا دیا۔ اس اسلامی لشکر میں ابوجہل کے بیٹے عکرمہ بھی شامل تھے جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے لیے بڑی بھاری قربانیاں کی ہیں۔ پھر حضرت خالد بن ولیدؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس موقع پر اصل رومی لشکر کی تعداد بارہ لاکھ تھی اور عیسائی مؤرخ اس کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن ساٹھ ہزار کا لشکر وہ ہے جو آگے آیا تھا تاکہ وہ اسلامی بدرقوں5 کو روکے۔ اس لشکر کے

کمانڈر انچیف سے روم کے بادشاہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مسلمان لشکر پر فتح پائے گا تو وہ اسے اپنی لڑکی کا رشتہ دے دے گا اور آدھا ملک اُسے بانٹ دے گا۔ یہ کتنا بڑا لالچ تھا جو اس کمانڈر کو دیا گیا لیکن اِس کے باوجود تیس آدمیوں نے اُسے بھگا دیا۔ انہوں نے قلبِ لشکر پر حملہ کر کے کمانڈر کو قتل کر دیا اور اُس کے قتل کی وجہ سے سارے لشکر میں بھاگڑ 6 مچ گئی اور وہ تتّر بتّر ہو گئے۔

غرض ایک ایک مسلمان نے بعض دفعہ دو دو ہزار کفار کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہے۔ اب پانچ لاکھ کو دو ہزار سے ضرب دو تو ایک اَرب بن جاتا ہے۔ گویا مسلمانوں کی اِس وقت جتنی تعداد پائی جاتی ہے اس میں ایک اَرب کا اضافہ ہو جاتا۔ عام طور پر مسلمان کہتے ہیں کہ دنیا میں ان کی آبادی ساٹھ کروڑ ہے لیکن عیسائی مؤرخین چالیس یا پینتالیس کروڑ کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ بات جغرافیہ اور حساب کی رُو سے غلط ہے لیکن فرض کرو مسلمانوں کی آبادی پچاس کروڑ ہے تو اگر پانچ لاکھ افراد کے احمدی ہو جانے کے بدلہ میں ایک اَرب لوگ اسلام میں داخل ہو جاتے تو مسلمان موجودہ تعداد سے تین گُنا زیادہ ہو جاتے۔ یعنی ایک اَرب پچاس کروڑ ہو جاتے۔ اب یا تو یہ کہو کہ قرآن کریم نے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ہم سے دھوکا کیا ہے اور یا یہ سمجھو کہ احمدیوں کو مرتد قرار دینے والے غلطی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سچا مسلمان کہنے والے غلطی کرتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ سچے مومنوں میں سے حقیقی مرتد ہونے والوں کے بدلہ میں فی شخص ایک قوم قرآنی وعدہ کے مطابق مسلمانوں میں داخل نہیں ہوئی اور جو تھوڑے بہت ہوئے بھی ہیں وہ سچے مومنوں کے ذریعے نہیں ہوئے بلکہ نام نہاد مرتدوں کے ذریعہ سے ہوئے ہیں۔ اگر ان نام نہاد مرتدوں کو قتل کر دیا جاتا تو اتنے لوگ بھی مسلمان نہ ہوتے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی نظامِ دینی سے الگ ہو گا تو وہ ایک قوم کو اُس کی جگہ لے آئے گا۔ اگر مسلمان قرآن کریم پر غور کرتے اور اس آیت کو سچا سمجھتے تو وہ سمجھ لیتے کہ احمدیوں کو مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تو ایک شخص ماریں گے لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ ہم ایک ایک کے بدلے ایک ایک قوم لائیں گے۔ گویا اگر ایک شخص احمدی ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُس کے بدلہ میں انہیں ایک قوم دیتا جو اس سے بہرحال بہتر ہوتی۔

آجکل چونکہ ہماری جماعت میں بھی ایک فتنہ شروع ہے اس لیے میں اپنی جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ اصل طریق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ وہ تمہیں سچا مومن بنائے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں سچا مومن بنا دے گا تو اگر جماعت سے دو شخص نکلیں گے تو دو ہزار اَور آ جائیں گے۔ پچھلے دنوں چند آدمی ہماری جماعت سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی تعداد ان کے بدلہ میں ہمیں دے دی۔ چنانچہ ایک ہزار سے زیادہ افراد ہماری جماعت میں پچھلے دنوں داخل ہو چکے ہیں اور تازہ اطلاعات جو غیر ملکوں سے آ رہی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ انتہائی مشرقی ممالک میں ایک بڑی تعداد افراد کی احمدیت میں داخل ہوئی ہے جو اِن سے نکلنے والے آدمیوں سے بہت زیادہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور وہ پورا ہو کر رہنے والا ہے۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف نئے معنے نہ کیے جائیں۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر واقع میں کوئی شخص نظامِ دینی سے الگ ہوتا ہے تو ہم اس کے بدلہ میں ایک قوم لاتے ہیں۔ اب اگر تم واقع میں کسی کو مرتد سمجھتے ہو تو دیکھ لو کہ قرآنی وعدہ کے مطابق اُس کے بدلہ میں ایک قوم آئی ہے یا نہیں؟ اگر اُس کے بدلہ میں ایک قوم آ گئی ہے تو وہ واقع میں مرتد ہے اور اگر اُس کے بدلہ میں ایک قوم نہیں آئی تو وہ مرتد نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قرآن کریم کی رُو سے مرتد نہیں اور تم اُسے مرتد کہتے پھرتے ہو تو یہ قرآن کریم کی تضحیک ہے کیونکہ ایک طرف تم اُسے مرتد کہتے ہو اور دوسری طرف تمہیں اُس کے بدلہ میں کوئی قوم نہیں ملتی اور اس طرح قرآنی وعدہ جھوٹا ماننا پڑتا ہے۔

پھر ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ مرتد کو قتل کر دو۔ اس نے صرف اتنا کہا ہے کہ اگر کوئی نظامِ دینی سے الگ ہو جائے تو اُس کے جانے پر ہم ایک کام کریں گے اور وہ یہ ہے کہ ہم ایک نئی قوم کو مسلمان کر دیں گے۔ مولوی کہتے ہیں کہ اسلام میں مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں تو انہیں تھپڑ مارنے کا بھی حکم نہیں۔ قرآن کریم نے صرف اتنا کہا ہے کہ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ اگر وہ واقع میں مرتد ہے تو ہم اُس کے بدلہ میں ایک نئی قوم اسلام میں داخل کر دیں گے۔ ''سَوْفَ'' عربی زبان میں زور دینے کے لیے بھی آتا ہے۔ گویا اِس آیت کے یہ معنے

ہوں گے کہ ہم کوئی معمولی بات نہیں کہتے بلکہ ہم ضرور ایک قوم لا کر چھوڑیں گے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ان علماء کے نزدیک پانچ لاکھ احمدی مسلمانوں میں سے مرتد ہو گیا مگر ان کے پاس اللہ تعالیٰ کوئی قوم نہ لایا بلکہ ایک کے بدلہ میں ایک آدمی بھی انہیں نہ ملا اور پانچ لاکھ عیسائی یا ہندو بھی ان میں شامل نہ ہوا۔ حالانکہ اگر واقع میں پانچ لاکھ مسلمان احمدی ہو کر مرتد ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ کم از کم پچاس لاکھ مسلمان اَور لے آتا۔ بلکہ اگر اس بات کو دیکھا جائے کہ کسی زمانہ میں ایک ایک مسلمان دو دو ہزار آدمیوں پر بھی بھاری تھا تو ایک شخص کے الگ ہو جانے پر خدا تعالیٰ دو ہزار لوگ اسلام میں داخل کر دیتا اور اِس وقت مسلمانوں کی تعداد دو اَرب کے قریب ہو جاتی۔ اور ایک ایک ہندو اور بدھ کے مقابلہ میں دو دو مسلمان پیش کیے جا سکتے اور اِس طرح دنیا کا نقشہ بدل جاتا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں اگر ایسا ہوتا تو یہی مولوی ہمارے سامنے ہاتھ جوڑتے اور کہتے کہ خدا کے لیے پانچ لاکھ اَور احمدی بنا لو تا کہ ایک اَرب اَور مسلمان ہو جائیں۔ اور اگر وہ آ جاتے تو وہ پانچ لاکھ اَور احمدی بنا لینے کی درخواست کرتے تا کہ ایک اَرب اَور مسلمان ہو جاتے۔ اور اگر موجودہ تعداد سے تین گُنا احمدی ہوتے تو دنیا کے چپّہ چپّہ پر مسلمان پھیلے ہوئے ہوتے اور آج دنیا میں کوئی ہندو، عیسائی، بدھ، شنٹوازم کا پَیرو اور کنفیوشس کا ماننے والا نظر نہ آتا۔ سارے مذاہب ختم ہو جاتے۔ غرض یہ آیت مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری کی حامل ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض علماء نے اسے انذار کی آیت سمجھ لیا حالانکہ یہ آیت مسلمانوں کی ترقی کا راستہ کھولتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہمیں ارتداد کی صرف ایک مثال نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ آپؐ کے زمانہ میں آپؐ کا کاتبِ وحی مرتد ہو گیا لیکن اُس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ نے تھوڑے ہی دنوں میں سارے مکہ کو مسلمان کر دیا۔ ہم بھی دیکھتے ہیں کہ جماعت میں سے ایک دو آدمی نکلتے ہیں تو خدا تعالیٰ معاً بعد ایک قوم لانی شروع کر دیتا ہے اور ہم بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اِس وقت ہماری جماعت سے جو لوگ علیحدہ ہوئے ہیں اُن کے متعلق تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ سُخْطَةً لِّدِيْنِهٖ نہیں نکلے۔ اس لیے ہم انہیں مرتد نہیں کہہ سکتے۔ درحقیقت ایک شخص تو مرتد ہوتا ہے اور ایک بمنزلہ مرتد ہوتا ہے۔ اگر کوئی جماعت سے علیحدہ ہوتا ہے تو

وہ بمنزلہ مرتد ہوتا ہے۔ مرتد وہ اُس وقت کہلائے گا جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹا کہنے لگ جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص سُخْطَۃً لِّدِیْنِہٖ نکلے تو ہمیں یقین ہے کہ اُس کے بعد سینکڑوں لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں کے بدلہ میں بھی جو بمنزلہ مرتد ہوتے ہیں سینکڑوں لوگ احمدیت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً پیغامیوں کو لے لو ہم انہیں مرتد نہیں کہتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک ہے اور جب وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک ہے تو ہم انہیں مرتد کیسے کہہ سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہیں گے کہ وہ بمنزلہ مرتد ہیں کیونکہ وہ بعض نظاموں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیے ہیں توڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن اُن کے علیحدہ ہونے کے بعد بھی تم دیکھ لو جماعت کو خداتعالیٰ نے کس قدر بڑھایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ خلافت کے آخری جلسہ میں یہ لوگ بھی شامل تھے لیکن اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد گیارہ بارہ سَو تھی لیکن اب جلسہ سالانہ کے موقع پر ساٹھ ستّر ہزار لوگ آ جاتے ہیں بلکہ ہندوستان جس کو جماعت چھوڑ چکی ہے اُس میں قادیان کے سالانہ جلسہ پر بھی اُس جلسہ سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی زندگی کے آخری سال ہوا تھا۔ پس دیکھو کہ خداتعالیٰ نے جماعت کو کس قدر بڑھا دیا۔ ان میں سے ایک ایک کے جانے کے بعد خداتعالیٰ نے جماعت کو پندرہ پندرہ، بیس بیس آدمی دے دیئے اور پھر ابھی جماعت بڑھ رہی ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد جماعت اِس قدر بڑھ جائے کہ موجودہ جماعت کو اس کے مقابلہ میں وہی نسبت ہو جو ریت کے ذرّوں کے سامنے ایک کنکر کو ہوتی ہے۔

غرض اِس قرآنی آیت نے مسئلہ ارتداد کو بالکل حل کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ مرتد کس کو کہتے ہیں اور سچا مومن کس کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں اعلان کیا گیا ہے کہ اگر جماعت مُسلمہ سچے مومنوں پر مشتمل ہو اور کوئی شخص اُن میں سے واقعی مرتد ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ پر ایک نئی قوم مسلمانوں میں داخل کر دے گا۔ اگر کسی جماعت میں سے کوئی شخص سُخْطَۃً لِّدِیْنِہٖ نکل جائے اور جماعت میں پھر بھی تبلیغ کا جوش پیدا نہ ہو تو درحقیقت

وہ قوم یا جماعت سچی مومن نہیں کہلائے گی کہ ایک مرتد کو دیکھنے کے بعد بھی اُس کے اندر دینی غیرت پیدا نہ ہوئی۔ مگر چونکہ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ علیحدہ ہونے والے سُخۡطَةً لِّدِيۡنِهٖ نہیں نکلے اس لیے ان میں تبلیغ کا جوش بھی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ دیکھ لو مولوی تو کہتے ہیں احمدی مرتد ہیں مگر عوام الناس کو احمدیوں میں تبلیغ کرنے کا جوش پیدا نہیں تھا۔ اس لیے کہ وہ جانتے کہ یہ ہم سے زیادہ اچھے مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر عوام الناس کو واقع میں یہ یقین ہوتا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں رہے تو وہ سارے کے سارے تبلیغ میں لگ جاتے اور احمدیوں سے زیادہ عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کھینچ کر لے آتے۔ لیکن اُن کا جوش میں نہ آنا صاف بتاتا ہے کہ وہ ہم کو مرتد نہیں سمجھتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو اسلام پر زیادہ پکے ہو گئے ہیں۔

جیسے پچھلی دفعہ 1953ء میں جب مار مار کر بعض احمدیوں سے کہلایا گیا کہ احمدیت جھوٹی ہے تو ایک بوڑھے احمدی سے بھی ڈرا دھمکا کر یہ کہلوا دیا گیا کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ وہ لوگ اپنے مولوی کے پاس گئے اور کہنے لگے مبارک ہو ایک احمدی کو ہم نے پھر مسلمان کر لیا ہے۔ وہ کہنے لگا تم بڑے بیوقوف ہو تم نے کچھ نہیں کیا۔ وہ اُسی طرح احمدی ہے جیسے پہلے تھا۔ کہنے لگے نہیں۔ ہم نے اُس سے کہا توبہ کر تو اُس نے فوراً توبہ کر لی۔ کہنے لگا کیا احمدی توبہ نہیں کرتے؟ وہ تو روزانہ توبہ کرتے ہیں۔ اس لیے اگر اُس نے توبہ کی تو اپنے مذہب کے مطابق کی۔ اگر تم سچے ہو تو اُس کو جا کر کہو کہ میرے پیچھے آ کر نماز پڑھے۔ تب سمجھا جائے گا کہ اُس نے احمدیت سے توبہ کی ہے۔ وہ لوگ پھر اس کے پاس گئے۔ تھا تو وہ کمزور اور بوڑھا مگر اللہ تعالیٰ نے ایمانی عقل اسے دی ہوئی تھی۔ جب دوبارہ لوگ اُس کے پاس گئے تو اُس نے کہا توبہ تو میں نے کر لی تھی۔ پھر اب کیوں آئے ہو؟ کہنے لگے ہمارے مولوی نے کہا ہے کہ تم میرے پیچھے آ کر نماز پڑھو تب ہم مانیں گے کہ تم نے توبہ کی ہے۔ کہنے لگا یہ غلط بات ہے۔ دیکھو نماز پڑھنے کے متعلق تو مرزا صاحب بھی کہا کرتے تھے۔ وہ بھی یہی کہتے تھے کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو، شراب نہ پیو، چوری نہ کرو، جھوٹ نہ بولو۔ میں نے سمجھا تھا اب تمہارے کہنے سے میں نے توبہ کر لی ہے تو اب سب ممنوع کام جائز ہو گئے ہیں۔ اب آئندہ شراب بھی پیئیں گے، کنجریوں کا ناچ بھی کرائیں گے، جھوٹ بھی بولیں گے،

چوریاں بھی کریں گے، لوگوں کا مال بھی کھائیں گے، زکوٰۃ بالکل نہیں دیں گے، نماز کے قریب نہیں جائیں گے لیکن تم پھر آ گئے ہو نماز پڑھوانے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ پھر توبہ کس بات سے تھی؟ یہ بات جو اَب تم مجھ سے کروانا چاہتے ہو یہ تو مرزا صاحب بھی کرواتے تھے۔ وہ لوگ مایوس ہو کر اپنے مولوی کے پاس گئے اور اُسے سارا قصہ سنایا۔ اُس نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ بڑے چالاک ہوتے ہیں۔ اُس نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔ تو بات یہی ہے کہ اگر واقع میں احمدی ہونے سے ارتداد ہوتا ہو تو خدا تعالیٰ ایک ایک شخص کے بدلہ میں ایک ایک قوم لے آئے۔ لیکن لوگ جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص احمدی ہو جاتا ہے تو وہ اَور بھی پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔

میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ اس علاقہ کا ایک غریب سا احمدی ہے۔ اُس کا سارا خاندان کٹر غیر احمدی تھا۔ جب وہ احمدی ہوا تو انہوں نے اُسے خوب مارا اور کہا تم کافر ہو گئے ہو۔ لیکن احمدی ہو جانے کے بعد اس میں سچ بولنے کی عادت پیدا ہوگئی اور آہستہ آہستہ اس کے متعلق سارے علاقے میں مشہور ہو گیا کہ یہ شخص سچ بولتا ہے۔ اس علاقہ میں چوریاں بہت ہوتی ہیں۔ اس کے بھائی بند جانور چُرا لایا کرتے تھے۔ جس شخص کی چوری ہوتی وہ وہاں آ کر کہتا کہ اگر یہ شخص کہہ دے کہ تم نے چوری نہیں کی تو ہم مان لیں گے ورنہ ہم نہیں مانیں گے۔ ایک دفعہ اس کے بھائی ایک بھینس چُرا کر لائے۔ سارے لوگ اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے کہ کُھرا تمہارے ہاں نکلتا ہے۔ بھینس تم چُرا کر لائے ہو۔ اس لیے بھینس دے دو۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! ہم نے بھینس چوری نہیں کی۔ کہنے لگے تمہاری کون مانتا ہے تم جھوٹے اور دھوکے باز ہو۔ فلاں شخص کو لاؤ۔ وہ کہہ دے کہ تم نے چوری نہیں کی تو ہم مان لیں گے۔ انہوں نے کہا اُس کو ہم کیسے لائیں وہ تو ہمارے ساتھ ہی نہیں۔ انہوں نے کہا جب تک تم اسے نہیں لاؤ گے بات نہیں بنے گی۔ چنانچہ وہ گئے اور اس احمدی کو خوب مارا اور کہنے لگے چل اور گواہی دے۔ جب وہ باہر آیا تو کہنے لگے بتاؤ کیا ہم نے بھینس چُرائی ہے؟ وہ کہنے لگا چُرائی تو ہے۔ انہوں نے اسے پہلے تو گُھورا۔ پھر واپس آ کر خوب مارا اور کہنے لگے تم نے سچی گواہی کیوں دی ہے؟ وہ کہنے لگا جب بھینس مجھے نظر آ رہی تھی تو میں کیسے کہتا کہ تم نے

چوری نہیں کی۔ آخر تنگ آ کر وہ باہر آئے اور کہنے لگے یہ تو مرزائی کافر ہے۔ اس کی گواہی کا کیا اعتبار ہے۔تم ہماری بات سنو۔ ہم قسم کھا جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا تم ہزار قسم کھاؤ ہمیں اعتبار نہیں۔ یہ ہے تو کافر لیکن بولتا سچ ہے۔تو ساری دنیا مانتی ہے کہ یہ کافر بڑے سچے ہیں، یہ کافر بڑے نیک ہیں۔ یہ جو بات کہیں گے صحیح کہیں گے۔

پس حقیقت یہی ہے کہ عام مسلمان تو ہمیں پکے مسلمان سمجھتے ہیں صرف کچھ مولوی ہیں جو ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے اور ان مولویوں کی عوام کے مقابلہ میں تعداد کے لحاظ سے نسبت ہی کیا ہے۔مولویوں کی تعداد پاکستان میں پانچ چھ سَو ہوگی جو احمدیوں سے بھی کئی حصے تھوڑے ہیں۔ اگر عام مسلمان ہمیں مرتد سمجھتے تو اُن میں تبلیغ کا جوش پیدا ہو جاتا اور وہ ہم میں سے کئی افراد کو واپس لے جاتے اور پھر دوسری اقوام سے بھی ایک بہت بڑی تعداد کو اسلام میں داخل کر لیتے۔ لیکن ان لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کا جوش ہی پیدا نہیں ہوا جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ ہمیں پکے مسلمان خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے انہیں احمدیت سے مرتد کروا لیا تو یہ خراب ہو جائیں گے اور احمدیت کے قبول کرنے کی وجہ سے جو خوبیاں ان میں پیدا ہو چکی ہیں وہ بھی جاتی رہیں گی۔

لاہور میں میرے پاس ایک دفعہ ایک غیراحمدی مولوی رات کے دس بجے آیا اور اُس نے مجھے کہا کہ آپ نے یہ درست نہیں کیا کہ اپنی جماعت کے لوگوں کو ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کر دیا ہے۔ اگر آپ انہیں ہمارے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں تو مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا اور ان کی طاقت بڑھ جائے گی۔ میں نے کہا مولوی صاحب! یہ فرمایئے کہ آپ رات کے دس بجے میرے پاس آئے ہیں۔ اس لیے کہ میں اگر احمدیوں کو آپ لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی اجازت دے دوں گا تو ان کی طاقت بڑھ جائے گی۔ ہم تو تھوڑے سے ہیں پھر ہمارے شامل ہونے سے آپ کی طاقت کیسے بڑھے گی؟ بتایئے ہم تھوڑے ہیں یا نہیں؟ کہنے لگا ہیں تو تھوڑے لیکن آپ تبلیغ بہت کرتے ہیں۔ آپ اگر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل جائیں تو ان کی طاقت بڑھ جائے گی۔ میں نے کہا اگر ہم تبلیغ کرتے رہے اور وہ مسلمان ویسے کے ویسے رہے تو اِس سے مسلمانوں کو کیا ترقی مل جائے گی؟ اور اگر ہم تھوڑے سے لوگوں

نے ان کے اثر کو قبول کر لیا اور تبلیغ ترک کر دی تو جو فائدہ اِس وقت اسلام کو پہنچ رہا ہے وہ بھی جاتا رہے گا۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہم بھی انہی میں شامل تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے ماننے سے ہمارے اندر جوش پیدا ہوا اور ہم نے تبلیغ شروع کر دی۔ ان کے اندر مل گئے تو ہمارا بھی جوش جاتا رہے گا اور اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اِس پر وہ بے ساختہ کہنے لگا میں اپنی بات واپس لیتا ہوں۔ آپ اپنے لوگوں کو ہمارے پیچھے بالکل نماز نہ پڑھنے دیں۔ کیونکہ اگر انہوں نے عام مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ واقع میں خراب ہو جائیں گے اور اُن کا اثر قبول کر لیں گے۔

غرض قرآن کریم بتاتا ہے کہ اگر مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی نظامِ دینی سے الگ ہو جائے تو ہم اُس کے بدلہ میں مسلمانوں کو ایک قوم دیا کرتے ہیں۔ اس آیت کے مطابق اگر واقع میں احمدی مرتد ہیں تو پانچ لاکھ احمدیوں کے مقابلہ میں ایک اَرب غیر مسلم مسلمانوں میں شامل ہونا چاہیے تھا یا کم سے کم پچاس لاکھ غیر مسلم ان میں شامل ہونا چاہیے تھا۔ مگر پچاس لاکھ تو جانے دو ان میں پانچ ہزار بھی نہیں آیا اور جو آیا ہے وہ بھی ہمارے ہاتھوں سے آیا ہے۔ یعنی عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں وہ بھی ہم مرتدوں کے ذریعہ ہی ہوئے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے یہ کہا تھا کہ ہم ان کے بدلہ میں لائیں گے یہ نہیں کہا تھا کہ ان کے ہاتھوں سے لائیں گے۔ لیکن واقعہ یہ ہوا کہ ان مرتدوں کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ دوسری قوموں سے لوگوں کو اسلام کی طرف لا رہا ہے۔ اور اگر جماعت احمدیہ کے افراد اپنے ایمانوں پر مضبوطی سے قائم رہے اور خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت ان کے شاملِ حال رہی تو برابر آتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ دن آ جائے گا کہ دنیا میں ایک ہی خدا ہو گا اور ایک ہی رسول۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی رسالت نہیں ہو گی اور خدائے واحد کے سوا کسی کو خدا کے نام سے یاد نہیں کیا جائے گا اور غیر مذاہب والے بالکل ادنیٰ قوموں کی سی حیثیت اختیار کر لیں گے۔ لیکن اُس دن کے آنے کے لیے ضروری ہے کہ احمدی اپنے ایمان میں پکے ہو جائیں۔ جوں جوں وہ اپنے ایمان میں پکے ہوتے چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ عیسائیوں اور ہندوؤں کو مسلمان بناتا چلا جائے گا اور اب بھی وہ اِنہی کے ہاتھوں سے اُنہیں مسلمان بنا رہا ہے جس سے صاف طور پر پتا لگتا ہے کہ انہیں مرتد کہنے والے غلطی خوردہ ہیں۔ ہم تو مرتد کو

واجبُ القتل نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایک تھپڑ مارنا بھی جائز نہیں سمجھتے۔ مگر غیر مسلموں کو کلمہ پڑھوانے کی اگر کہیں ضرورت ہوتی ہے تو اُس وقت ہم لوگ ہی کام آتے ہیں۔ عام مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں ملتی کہ وہ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ کسی ادنیٰ قوم میں سے ایک غریب عورت اپنے بچے کو لائی۔ اُسے سِل کا مرض تھا۔ اُس نے درخواست کی کہ اس کا علاج بھی کریں اور اسے کسی طرح کلمہ بھی پڑھا دیں۔ وہ لڑکا بڑا پکا عیسائی تھا۔ وہ کہتا کہ میں تو مسلمان نہیں ہوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے بڑا سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ ایک دن آدھی رات کو اُٹھ کر وہ بٹالہ کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں عیسائیوں کا مشن تھا۔ ماں کی آنکھ کھل گئی تو وہ آدھی رات کو گیارہ میل تک جنگل میں سے اُس کے پیچھے گئی اور اُسے پکڑ کر واپس لائی۔ مجھے یاد ہے میں چھوٹا تھا۔ وہ آئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں گر گئی اور کہنے لگی میں آپ سے کچھ نہیں مانگتی۔ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ یہ بچ جائے۔ گو میری خواہش ہے کہ یہ بچ جائے تو اچھا ہے لیکن اگر یہ اچھا نہیں ہوسکتا تو بیشک اچھا نہ ہو۔ میری خواہش صرف اِتنی ہے کہ یہ کلمہ پڑھ کر مرے۔ آپ کسی طرح اسے کلمہ پڑھوا دیں۔ پھر بیشک مر جائے۔ میں سمجھوں گی کہ میرا یہ لڑکا بچ گیا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُس کی اِس خواہش کو قبول کر لیا۔ یا تو وہ لڑکا بڑا سنگدل تھا اور یا مرنے سے دو تین دن پہلے کہنے لگا میری سمجھ میں یہ بات آ گئی ہے کہ اسلام سچا ہے۔ چنانچہ اُس نے کلمہ پڑھا اور پھر چند دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اب دیکھو! اگر کسی غیر مسلم کو کلمہ پڑھانا ہوتا ہے تو لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کیونکہ کافر کو کلمہ پڑھانا بھی آسان کام نہیں۔ کلمہ پڑھانا بھی کسی ہنرمند کو ہی آتا ہے۔

کہتے ہیں کسی پٹھان کا لڑکا تلوار نکال کر ایک ہندو سے کہنے لگا کہ پڑھ کلمہ۔ پہلے تو وہ بہانے بناتا رہا کہ میں ہندو ہوں میں کلمہ کیسے پڑھوں؟ مگر پٹھان کہنے لگا اگر تم نے کلمہ نہ پڑھا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اِس پر وہ کہنے لگا خان صاحب! مجھے تو کلمہ آتا نہیں میں کلمہ کیسے پڑھوں؟ آپ پڑھتے جائیں تو میں دُہراتا جاؤں گا۔ کہنے لگا خُو! تمہارا قسمت خراب تھا کلمہ مجھے بھی نہیں آتا ورنہ آج تُو ضرور مسلمان ہو جاتا۔ تو کلمہ پڑھانا بھی ہر ایک کا کام نہیں۔ کلمہ پڑھوانے کے لیے بھی ایک جوش ہوتا ہے۔

1924ء میں جب میں انگلستان گیا تو خالد شیلڈرک ایک بڑا مخلص نَومسلم تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ کیا آپ خواجہ صاحب کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے پھر پوچھا کیا آپ عبداللہ کوئلم کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے پھر کہا کس کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے؟ کہنے لگا عبداللہ سہروردی صاحب کے ذریعہ سے مسلمان ہوا تھا۔ عبداللہ سہروردی صاحب موجودہ وزیراعظم پاکستان کے چچا تھے۔ کہنے لگا وہ بیرسٹری میں پڑھتے تھے لیکن اُنہیں تبلیغ کا جنون تھا۔ وہ رات دن تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ میں انہی کے ذریعہ مسلمان ہوا ہوں۔ اب دیکھو وہ ایک طالبعلم کے ذریعہ مسلمان ہوا تھا کیونکہ اُسے کلمہ پڑھوانا آتا تھا۔ عبداللہ سہروردی صاحب میں تبلیغ کا اتنا جوش تھا کہ وہ شملہ میں ہمیشہ مجھے ملا کرتے اور کہتے میری خوش قسمتی ہے کہ آپ شملہ آ گئے ہیں۔ اب میں آپ سے تبلیغ کا پروگرام بنوانا چاہتا ہوں تا کہ میں باہر کسی ملک میں نکل جاؤں اور تبلیغ کروں۔ پس کلمہ پڑھوانا بھی ایک بڑا کام ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ جوش ڈال دے وہی کلمہ پڑھوا سکتا ہے۔ ورنہ اَور لوگوں کو تو اُس پٹھان کی طرح یہی کہنا پڑتا ہے کہ کلمہ تو ہمیں بھی نہیں آتا ہم تمہیں کیا مسلمان بنائیں؟

پس اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں نظامِ دینی سے الگ ہونے والوں کی تعریف کر دی ہے۔ فرماتا ہے يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ کہ اگر کوئی نظامِ دینی سے الگ ہو جائے تو خدا تعالیٰ اُس کے بدلہ میں ایک قوم لے آتا ہے۔ اگر قوم لے آئے تو معلوم ہوا کہ وہ مرتد ہے اور اگر قوم نہ لائے تو معلوم ہوا کہ الگ ہونے والا مرتد نہیں اور اُس جماعت کے افراد سچے مومن نہیں۔ اگر الگ ہونے والا مرتد ہوتا اور اُس جماعت کے افراد سچے مومن ہوتے تو خدا تعالیٰ اُس کی جگہ ضرور ایک قوم لے آتا ورنہ جھوٹا ٹھہرتا اور اگر خدا تعالیٰ جھوٹا نہیں بلکہ سب سچوں سے زیادہ سچا ہے تو معلوم ہوا کہ ہمیں مرتد کہنے والے غلطی پر ہیں۔ اگر ہم واقع میں مرتد ہوتے تو خدا تعالیٰ ہماری جگہ پر عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے لوگوں کو مسلمان بناتا۔ لیکن وہ ہماری جگہ نہیں بناتا بلکہ ہمارے ہاتھ سے بناتا ہے جس سے صاف پتا لگتا ہے کہ ہمارے

خلاف ارتداد کا فتویٰ دینے والے علماء غلطی پر ہیں۔ اور یہ آیت اگر اِس کا مفہوم احمدی یاد رکھیں تو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک بڑی بھاری فیصلہ کُن دلیل ہے۔ ایسی دلیل جو ارتداد کا مسئلہ بالکل حل کر دیتی ہے۔ مگر افسوس کہ آج تک احمدیوں نے اِس طرف توجہ نہیں کی"۔
(الفضل 24؍اکتوبر 1956ء)

1: المائدة:55

2: فلٹ: مچھر مار دوائی

3: (الانفال: 66)

4: پو بارہ ہونا: قسمت جاگنا

5: بدرقه: قافلے کا رہنما۔ محافظ۔ وہ شخص جو راہ میں مسافر کی حفاظت کرے۔

6: بھاگڑ: بھگدڑ